سیرت نبویؐ اور غیر مسلموں سے تعلقات: نئے مباحث

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی☆

ABSTRACT

The paper explores new approaches in modern *Sirah* studies regarding the relations of Holy Prophet ﷺ with non Muslims. The classical *Sirhah* literature mostly presented this aspect in a way, that is difficult to appreciate for modern audience concerned with inter-faith harmony. According to classical approach, the Holy Prophet ﷺ disassociated himself from the rest of society comprising of pagans of Mecca and other non-Muslim Arab tribes, including Jews and Christians. Muslim jurists (most of them if not all) also ruled that the relations between Muslims and non Muslims are essentially of a permanent hostility and that reconciliation between Muslim and non Muslim governments could only be established in a contingent and pressing situation, which should be of a temporary nature. This concept is echoed in the major part of Muslim discourse throughout the Muslim history.

The paper argues that prominent modern *Sirah* writers and scholars like Dr. Mohammad Hamidullah, Abu Zuhra,

☆ ڈائریکٹر، فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، جامعہ نگر، نیودہلی، انڈیا

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

Mohammad Al-Ghazali, Hussain Haickal, Tariq Ramadan, Yasin Mazhar Siddiqi and Dr. Mahmood Ahmad Ghazi differ with the classical view. After exploring classical *Sirah* literature and close examination of collections of *Ahadith*, they conclude that relationship between the Prophet ﷺ and his peer Arab and non Arab pagans and non Muslims was based on a principled *Dawah* approach and not on absolute hostility and enmity.

محمد رسول اللہ ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے ۔آپ کی ذات بابرکات پوری نسل انسانی کے لیے اسوہ حسنہ واسوہ کاملہ ہے اورزندگی کے روحانی ومادی تمام پہلوؤں کے لیے کامل رہنمائی کا سامان رکھتی ہے۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں ''ایک شخصی زندگی جوہرطائفہ انسانی اورہرحالت انسانی کے مختلف مظاہر اورہرقسم کے جذبات اورکمل اخلاق کا مجموعہ ہوصرف محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے''[۱] عصرحاضر میں سیرت نبویؐ پر بیش بہا کام ہوا ہے اورحیات انسانی کے مختلف گوشوں پر سیرت کے حوالہ سے بحثیں ہوئی ہیں،اس ضمن میں سیرت نگاری کے بہت سے نئے پہلوبھی سامنے آئے ہیں۔ان ہی میں سے ایک نسبتاً نئے زاویہ پر اس مقالہ میں روشنی ڈالی جائے گی اور اس سوال کاجواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سیرت نبویؐ اورغیرمسلموں سے تعلقات،مکی ومدنی دورکے علاوہ سیرت نبویؐ اورتعلقات بین الاقوام نیزغیرمسلموں سے تعلقات کی جدیدجہتوں میں سیرت نبویؐ کی تعلیمات کیا ہیں۔

یوں توغیرمسلموں کےتعلق سے سیرت نبویؐ میں مواد موجود ہے اوراس لحاظ سے اسے نیامبحث نہیں کہاجاسکتا کیوں کہ بقول ڈاکٹرمحموداحمد غازی ''اسلامی علوم و فنون کی اصطلاح میں سیرت اورسیرکا لفظ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اس طرزعمل کے لیے استعمال کیاگیا جوآپ نے غیرمسلموں سے معاملہ کرنے میں اورجنگوں میں یاصلح اورمعاہدات کے معاملہ میں اپنایا ۔قدیم مفسرین، فقہا، محدثین اور سیرت نگاروں نے

۱۔ ڈاکٹرخالدعلوی، **انسان کامل**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردوبازار،طبع، دوم مئی ۱۹۹۷ء، مقدمہ کتاب

سیرت و سیر کے لفظ کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے"۔(۲) تاہم عام سیرہ لٹریچر میں غیر مسلموں سے تعلقات بالعموم مغازی(۳) کے پس منظر میں بیان کیے جاتے ہیں اوران کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اورصحابہ کرامؓ اہل کفراورخاص کر اہل مکہ سے بالکل کٹ کررہ گئے تھے اورتمام غیرمسلموں سے آپ ﷺ کے تعلقات عمومی طور پر ختم ہوگئے تھے اور یہ کہ غیرمسلموں کے ساتھ بقائے باہم اورمفاہمت کا ثبوت دوررسالت سے نہیں ملتا۔دراصل اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اورصحابہؓ پر مذہب کی بنیاد پر تشدد Persecution اتنا زبردست اور اتنا ظالمانہ تھا کہ ایسا سوچنا بالکل بھی بعید از قیاس نہیں ہے۔اسی طرح مدینہ میں دعوت محمدیؐ کومشرکین مکہ کے علاوہ یہودیوں اورمنافقین کی سازشوں اورجزیرۃ العرب سے باہرکی عالمی سیاسی طاقتوں کی Hostilities کا مسلسل سامنا کرنا پڑاجس کااثرسیرہ لٹریچرپر پڑنا لازمی تھا۔تاہم بعض جدید مطالعات سیرت اس سے تھوڑی مختلف تصویر پیش کرتے ہیں ۔

بلاشبہ سیرت لٹریچر پر فقہ اسلامی کے اس رائج تصور کے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں کہ" **قتال الکفار واجب وان لم یبدؤونا**"۔(۴) جیسا کہ مراحل جہاد (قتال) کی ابن قیمؒ اورامام سرخسیؒ کی تفصیل میں دیکھاجاسکتا ہے۔نئے سیرت نگاروں میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے بھی بالکل اسی کے مطابق جہاد کی تشریح کی ہے اوراس نکتہ پر زوردیاہے کہ جہاد اسلام میں صرف دفاع کے لیے نہیں بلکہ جہاد ہجوم بھی ہے اورغیرمسلموں سے اسلام کے تعلقات کی نسبت محاربہ ہے مصالحت یامسالمہ نہیں(۵) جیسا کہ مشہورعام قدیم فقہی تصور کے مطابق جنگ اصل ہے، حالت صلح ایک استثناء ہے۔یہ فقہی تصوردلیل میں سیرت سے اورعہد خلافت راشدہ سے نظایر پیش کرتا ہے۔سیرت کے ایک جدیداسکالر اس پر یوں شکوہ کرتے ہیں کہ: ہمارے علماء نے اسلام کوگذشتہ صدیوں میں ایک حاکم مذہب بنا کرپیش کیااوراس کی فقہ اسلام کے صرف نظام حاکمیت کو اجاگرکرتی ہے۔ اس کی عام دینی تعلیمات کے بارے میں یہ تصوربنا کہ وہ حکمرانی کی فضا میں بارآورہوتی

۲- محموداحمدغازی، **محاضرات سیرت**، نئی دہلی، اریب پبلیکیشنز، دریا گنج، طبع ۲۰۱۰ء، ص اور **المبسوط للسرخسی** جلد۱۰، بحوالہ عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، حیدر آباد (انڈیا)، مکتبہ الاقصی، ص ۱۱

۳- غزوات و سرایا سے بالعموم جنگی مہمیں مرادلی جاتی ہیں۔اور یہ فرق کرتے ہیں کہ غزوہ وہ ہے جس میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اورسریہ وہ ہے جس میں آپ نے شرکت نہیں فرمائی ۔لیکن خیال ہوتا ہے کہ ان تمام مہموں پر مغازی کا اطلاق تغلیباً ہے۔ورنہ تو ان میں سے اکثرمہموں میں جنگ کی صورت پیش نہیں آئی ۔

۴- عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، ص ۸-۹

۵- ڈاکٹراکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویہ الصحیحۃ، المدینۃ المنورۃ ، مکتبہ العلوم والحکم،الطبعۃ السادسۃ ۱۹۹۴ء

ہیں[۶]۔ البتہ جہاد و قتال کے سلسلہ میں علماء و سیرت نگاروں کے ایک جدید مکتب فکر کا کہنا ہے کہ اسلام کی نظر میں صلح اصل ہے (الــصــلــح خیــر) اور جنگ ایک استثنائی کیفیت ہے[۷]۔ تاہم فقہی تصورات کے زیر اثر سیرت کی جدید وقدیم کتابوں پر عموماً یہی تصور چھایا ہوا ہے کہ اسلام کفر کو مٹانے آیا ہے، اہل کفر سے صلح وگفتگو کی گنجائش محدود ہے اور ان سے معاملہ میدان جنگ میں ہوگا، یا وہ جزیہ دیں اور اسلام کے نظام سیاسی کی اطاعت قبول کریں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں زیادہ تفصیلی بحث سیرت کی جدید کتابوں میں نہیں ملتی البتہ ان کے بین السطور سے یہی رجحان مترشح ہوتا ہے۔

عصر جدید کے کئی سیرت نگاروں کی کتابوں میں ان ہی قدیم تصورات کی نمائندگی کی گئی ہے۔ البتہ وہ غیر مسلموں سے تعلق پر تفصیل سے کوئی روشنی نہیں ڈالتے بس سیرت کے واقعات کے بیان میں سرسری سا تعرض اس سے کرتے ہیں جیسا کہ ''الرحیق المختوم'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔ مصنف نے معاہدہ مدینہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے غیر مسلموں سے رواداری اور درگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلو و تعصب سے بھری دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔ مصطفیٰ سباعی نے تو اسلامی جنگ کا فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ اس سے صرف مسلمانوں کی دینی ودنیوی آزادی ہی محفوظ نہ ہوگی بلکہ اس سے دوسرے مذاہب (آسمانی) کے پیروکار بھی فائدہ اٹھاسکیں گے[۸] مولانا ابوالحسن علی ندوی نے بھی غیر مسلموں کے رسول اللہؐ سے تعلقات پر الگ سے کوئی بحث نہیں کی البتہ انہوں نے رحمت کے پہلو پر کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ نبوت محمدیؐ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہی رحمت تھی[۹] اس عمومی بیان میں ظاہر ہے کہ مسلم وغیر مسلم سب ہی شامل ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی موجودہ دور کے ایک اہم سیرت نگار ہیں اگرچہ ان کی کتاب نامکمل رہ گئی اور صرف ہجرت تک کے احوال پر مشتمل ہے، تاہم اکثر اصولی اور اہم مباحث اس میں آگئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: اسلام نے دنیا بھر کے انسانوں میں صرف ایک تفریق کو باقی رکھا اور وہ تھی ایمان وکفر کی تفریق[۱۰]۔ قرآن کی مختلف آیات اور احادیث کو نقل کرکے مولانا نے اہل ایمان سے کفار کے تعلق کی نوعیت

۶- پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، طبع اوّل، اپریل ۲۰۰۵ء

۷- مثلاً امام ابوزہرہ، محمد الغزالی، محمد حسین ہیکل، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ابوالکلام آزاد، عبدالحمید احمد ابوسلیمان، طارق رمضان وغیرہم

۸- ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، السیرۃ النبویۃ دروس وعبر (اردو ترجمہ)، الاتحاد الاسلامی العالمی للمنظمات الطلابیۃ، طبع ثانی ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۸

۹- ابوالحسن علی الحسنی الندوی، السیرۃ النبویۃ، الطبعۃ الثامنۃ ومنقحۃ دارالشروق جدہ للنشر والتوزیع، ۱۹۸۹ء

۱۰ - ابوالاعلی مودودیؒ، **سیرت سرور عالمؐ**، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۴۳۲

پر بھی روشنی ڈالی ہے اوران سے مودت وموالات کو منافی ایمان قرار دیا ہے۔اس پوری بحث کے آخر میں لکھتے ہیں: ''یہاں اتنااورسمجھ لینا چاہیے کہ خدا کے باغیوں کے ساتھ جو ہمدردی ممنوع ہے وہ صرف وہ ہمدردی ہے جو دین کے معاملہ میں دخل انداز ہوتی ہو۔ رہی انسانی ہمدردی اوردنیوی تعلقات میں صلہ رحمی ،مواسات اوررحمت وشفقت کا برتاؤ تو یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ محمود ہے[۱۱]۔ آگے چل کر مولانا نے کافروں کی دوقسمیں کرکے ان کے ساتھ برتاؤمیں فرق کیاہے۔: ''اس طرح امت مسلمہ کو کفار سے پوری طرح الگ کردینے کے بعد صرف ایک اعتبار سے دوقسم کے کافروں کے درمیان مسلمانوں کے برتاؤمیں فرق کیا گیاہے۔'' یہاں مولانانے سورہ ممتحنہ کی آیات ۸-۹ نقل کی ہیں اورلکھاہے : بالفاظ دیگرمسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ انہیں دشمن کافراورغیر دشمن کافرمیں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے اوران کافروں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا چاہیے جنہوں نے کبھی ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی ہو۔اس کی بہترین تشریح وہ واقعہ ہے جوحضرت اسماء بنت ابی بکراوران کی کافرہ ماں کے درمیان پیش آیا تھا[۱۲]۔مولانا کے یہ خیالات اصلاً کلاسیکل فقہی تصورکی ہی ترجمانی ہیں۔

مکی دورمیں غیرمسلموں سے تعلقات

مکی دورمیں غیرمسلموں سےتعلق کے سلسلہ میں ڈاکٹرمحمدحمیداللہ نے اہل کتاب کے بارے میں لکھاہے:

مکی دورکے سلسلہ میں آنحضرتﷺ اوریہودیوں کے تعلقات پرہمیں کوئی بیرونی شہادتیں یا واقعات نہیں ملتے۔قرآنی تذکروں کی اندرونی شہادت کی مدد سے تعلقات کا جوارتقا اوپردکھایا گیاہے اس میں یہ صاف نظر آتاہے کہ اسلام اوریہودیوں میں کبیدگی پیداہوگئی اورروز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ایک آیت جو اگرچہ ایک مدنی سورہ ہے (۳/۵۷) میں ملتی ہے لیکن جس کے متعلق بعض بیرونی شہادتوں سے بھی تسلیم کیاجاتاہے کہ وہ مکی ہے اورہجرت حبشہ کے وقت نجاشی کے نام جو نامہ تعارف آنحضرتﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرطیارکو دیا تھا اس میں بھی مندرج ہے یہ ایک عظیم کوشش کا آغاز معلوم ہوتی ہے کہ یہودی عیسائی عام اہل عرب سب ملت ابراہیمی پرمجتمع ہوجائیں یعنی **یٰاَاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بینناوبینکم** (اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو برابرہے ہم اورتم میں) یہ کوششیں ہجرت مدینہ کے بعد اوربڑھ جاتی ہے۔وہ عہد نبویؐ میں تو ناکام رہی مگرپیش کش موجود ہے[۱۳] اس کے علاوہ ڈاکٹرحمیداللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوسفیان

۱۱- ایضاً، ص ۴۷۱

۱۲- ایضاً، ص ۴۷۲

۱۳- محمدحمیداللہ، **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۳۲۰-۳۲۱

جب مسلمان نہیں ہوئے تھے ،انہوں نے رسول اللہ ؐکو کئی مواقع پر اہل مکہ کے ظلم سے بچایا۔حضور ﷺ نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا[۱۴] اور یہ کہ شعب ابی طالب میں محاصرہ کے خلاف آواز بھی کچھ اہل مکہ نے اٹھائی اوران کے چھ افراد نے اس کو ختم کرانے کی کوششیں کیں۔

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی عہدجدید سیرت کے ایک بڑے اسکالر ہیں ،آپ کی تحریروں میں نہ صرف بھرپور معلومات اور تحقیق ہوتی ہے بلکہ گہرا تجزیہ بھی پایاجاتاہے ۔آپ کے مطابق مکہ میں نبی ﷺ نے غیرمسلموں سے وہ تمام تعلقات رکھے جوکسی بھی انسانی سماج میں معمول بہ ہیں۔ آپ ﷺ نے سیاسی قبائلی نظام میں شرکت کی[۱۵] آپ نے قبائلی نظامِ تحفظ سے استفادہ کیا[۱۶] آپ نے غیرمسلموں کی دعوت طعام میں شرکت کی[۱۷] خود آپ نے ان کو دعوت دی[۱۸] مکہ میں بعض مسلمانوں کے غیرمسلموں سے شخصی مفادات کے معاہدہ کا ذکربھی ملتاہے۔مثلاً وہ معاہدہ جوعبد الرحمٰن بن عوف زہری نے مکہ کے ایک سردارامیہ بن خلف جمحی سے کیا۔ ان کا بیان ہے کہ **کاتبت امیة بن خلف کتابا بان یحفظنی فی صاغیتی بمکة واحفظه فی صاغیته بالمدینة** (بخاری **کتاب الوکالة باب اذا وکل المسلم حربیا فی دارالحرب**) یہ دونوں مکہ میں دوست تھے اورحضرت عبدالرحمٰن نے امیہ کے بیٹے علی جمحی کو جنگ بدر میں بچانا بھی چاہا تھا مگروہ ماراگیا حافظ ابن حجر کے مطابق رسول اکرمؐ کو اس معاہدہ کا علم تھا[۱۹]۔

صدیقی صاحب کے مطابق بعض صحابہ کرامؓ مکہ میں خدمت خلق بھی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت نعیم بن عبداللہ النحام عدوی اس میں ممتاز تھے اورجب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیاتو اہل مکہ نے ان سے کہاکہ وہ جس دین پر رہناچاہیں رہیں مگرمکہ کو نہ چھوڑیں[۲۰] حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیاتو مشرکین مکہ ان پر پل پڑے جن سے ایک مکی سردارعاص بن وائل سہمی نے آکر بچایا[۲۱]۔

۱۴- ایضاً، **خطبات بہاولپور**، نئی دہلی، اسلامک فاؤنڈیشن طبع اوّل، اپریل ۱۹۹۷ء

۱۵- محمد یٰسین مظہرصدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، طبع اول اپریل ۲۰۰۵ء،ص ۱۶۵

۱۶- ایضاً،ص ۱۷۰

۱۷- ایضاً،ص ۶۴

۱۸- ایضاً،ص ۱۶۳، محمدحمیداللہ، **خطبات بہاولپور**، ۴۰۴-۴۰۵ میں دوبارمیوں کو دعوت نبویؐ کا ذکرکیا ہے۔لیکن ڈاکٹراکرم ضیاء العمری نے قریش کو دعوت طعام کی روایات کو واھیہ قراردیاہے۔ (دیکھیں **السیرة الصحیحه**،ص ۱۴۲)

۱۹- ایضاً،ص ۱۵۷-۱۷۴

۲۰- ایضاً،ص ۲۱۶ بحوالہ **ابن سعد**، ج ۴،ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۱- ایضاً،ص ۱۸۱ بحوالہ **ابن ہشام**، ج ا،ص ۳۷۰

اسی طرح آپ ﷺ نے غیرمسلموں کا جوار بھی حاصل کیا(واضح رہے کہ جوارایک اہم عرب سماجی قدرvalue تھی جس کا عرب معاشرہ میں بڑا احترام تھا[۲۲]۔آپ نے مطعم بن عدی کی جوارطائف کے سفرکے بعدحاصل کی ،ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرکو جواردی ۔آپ ﷺ نے غیرمسلموں کو ہدایابھی دیے[۲۳] اور ایسی بھی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ غیرمسلموں نے آپ ﷺ کی اورصحابہؓ کی مختلف انداز سے امداد کی مثلاً ابوطالب اوربنی ہاشم کی حمایت نبویؐ اوراس راستہ میں تمام مشکلات کو برداشت کرنا، سیرت کا ایک معروف واقعہ ہے۔ ابوسفیان نے رسول اللہؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کو ہجرت میں مدد دی[۲۴]۔

حضرت ام سلمہؓ کو عثمان بن طلحہ عبدری نے مدینہ پہنچایا ۔حضرت امہ سلمہ ان کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھتیں اوران کی شرافت ،حلم وکرم کی تعریف فرماتیں[۲۵]۔آپ ﷺ نے مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کو ،جن پر تشددکیاجاتاتھا بعض شرفاء مکہ کی جواردلوائی جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوجندل کو حویطب بن عبد العزی اورمکرز بن حفص کی جوار دلوائی ۔انہوں نے ضمانت لی کہ وہ ابوجندل کو ان کے باپ کے شرسے محفوظ رکھیں گے[۲۶] اسی طرح سیرت کی کتابوں میں یہ ملتاہے کہ ۹/ نبوی میں طائف سے واپسی کے بعدآپ ﷺ نے تقریباً ۱۶/ قبائل سے ملاقاتیں کرکے ان کے سامنے اسلام پیش کرنے اوراسے قبول کرنے کی دعوت کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے علاقوں میں لے جائیں ،آپ کی حفاظت وحمایت کامعاہدہ اوروعدہ کریں تاکہ آپ دین کی دعوت تمام لوگوں تک پہنچادیں[۲۷] ان تمام قبائل نے آپ کی بات سنی ،بعض نے عذرپیش کیا،بعض نے سرد مہری برتی اوربعض نے سودے بازی کی کوشش کی[۲۸] حدیبیہ کے موقع پر احابیش اوران کے سردارنے رسول اکرمؐ کے سفیرحضرت خراش بن امیہ خزاعی کوقتل کرنے کے ارادہ سے قریش کو بازرکھاتھا[۲۹]حکیم بن امیہ سلمی نے اپنی قوم کو رسول اکرمؐ کی عداوت سے بازرکھنے کی

۲۲- ایضاً،۲۹۳

۲۳- ایضاً ۳۰۹، واکرم ضیاء العمری السیرۃ النبویۃ الصحیحہ،ص ۱۷۰، و**خطبات بہاولپور**، ۴۱۳

۲۴- ایضاً،ص ۳۰۹، **خطبات بہاولپور**، ص۴۰۸

۲۵- ایضاً،ص ۲۷۰-۲۷۱

۲۶- ایضاً،ص ۲۰، بلاذری، ج ۱،ص۲۲۰ میں ہے۔ فرده رسول الله علی ان اجاره حويطب بن عبد العزی ومكرز بن حفص وضمنا ان يكف اباه عنه

۲۷- ایضاً،ص ۲۷۰، بحوالہ **ابن ہشام**، ج: ۲،ص ۷۷ اورالسیرۃ الصحیحۃ العمری ص ۳۰۳

۲۸- ایضاً،ص ۲۰۹

۲۹- ایضاً،ص ۲۱۱

کوشش کی اوراس کے لیے شعر سے بھی کام لیا(۳۰)۔

غیر مسلموں سے تعلقات کے سلسلہ میں اصل صلح ہے جنگ نہیں۔ یہ ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی رائے معلوم ہوتی ہے۔چنانچہ جہاد کے بارے میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام میں جہاد کے تصور کو دشمنان اسلام نے توڑمروڑ کر پیش کیا ہے،قرآن حکیم میں ہے :دین کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہم کسی کو اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتے اور نہ کسی ملک کے خلاف صرف اس لیے اعلان جنگ کیا جاسکتا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔اس سلسلہ میں قرآنی احکام واضح اور غیر مبہم ہیں(۳۱)۔گویا جہاد کے لیے دو پیشگی شرائط عاید کی گئی ہیں:جہاد صرف اللہ کی راہ میں ہونا چاہیے اور یہ ان کے خلاف ہونا چاہیے جو مسلمانوں پر حملہ کریں۔گویا مسلمانوں کے لیے دوسروں کے خلاف جنگ محض دفاعی کارروائی ہوسکتی ہے۔پیغمبر خداﷺ کی زندگی میں دفاع کے سوا کسی دوسری نوع کی جنگ کا وجود نہیں ملتا''(۳۲)۔

مدنی دور میں غیر مسلموں سے تعلقات

عصر حاضر میں سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر غالبًا سب سے زیادہ کام ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے کیا ہے ۔ غیر مسلموں سے تعلق کے سلسلہ میں غیر عربوں سے متعلق وہ لکھتے ہیں: ''یہودیوں،نصرانیوں اورخود مشرکین عرب سے متعلق اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ ،حضرت عیسیٰؑ ، حضرت ابراہیمؑ اورحضرت اسماعیلؑ خداکے سچے اورعالی مرتبہ نبی تھے ۔مگر ان کے بعد کی نسلوں نے ان کی سچی تعلیم میں من گھڑت حذف واضافہ کرلیاہے۔ یہ تعلیم کہ : اے الہامی کتابوں والو! ایک بات کی طرف آؤ جو ہم میں اورتم میں برابر کی ہے کہ ہم خداکے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی میں بعض کو آقا بنالیں''(قرآن: ۳: ۶۴) تمام ہی دنیا کے مقدس لوگوں کا احترام کرنے اوران کو تسلیم کرنے کا صریح فیصلہ تھا...... دوسرے الفاظ میں تمام مذاہب کے پیروؤں میں باہمی احترام و رواداری کا جذبہ پیدا کرنا اورفروع کو چھوڑکر معقول اصول پر سب کو ایک ہوجانے کی دعوت ہی اسلامی پیغام ہے،(۳۳)

۳۰- ایضاً،ص ۱۷، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے ایک دوسرے شخص الاخنس بن شریق کے بارے میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، ان الاخنس بن شریق الثقفی حلیف بنی زھرة اقنعھا بعدم المشارکة ببدر (السیرة الصحیحة ، ص ۳۹۱)

۳۱- محمد حمید اللہ، اردو ترجمہ نذیر حق، **محمد رسول اللہﷺ**، طبع فرید بک ڈپو،طبع ستمبر۲۰۰۳،ص ۱۱۹،

۳۲- ایضاً،ص۲۰۴، ۲۰۵

۳۳- محمد حمیداللہ ، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۷۸،ص ۲۵۱،

خطبات بہاولپور میں عہد نبویؐ میں تبلیغ اسلام اورغیرمسلموں سے برتاؤ کے عنوان پر پورا ایک خطبہ ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ : بنی عریض (ایک یہودی قبیلہ) کی کسی بات سے خوش ہوکرآپ ﷺ نے ان کے لیے سالانہ معاش مقررفرمائی(۳۴) وہ کہتے ہیں کہ عہد خلافت راشدہ میں کبھی مسلمانوں کی عیسائی رعایا نے بغاوت نہیں کی(۳۵) میثاق مدینہ کی رو سے عقائد وقانون دونوں میں ہرکمیونیٹی کو داخلی خود مختاری دی گئی(۳۶) آپ ﷺ اپنے ہمسایہ یہودی کی خبرگیری رکھتے تھے۔ اس کے بچوں کی عیادت کرتے(۳۷) فتح مکہ میں عام معافی کے بعد راتوں رات سارا مکہ مسلمان ہوگیا(۳۸)۔ (قرآن ،۲۴/۳۵) سنہ ۷ ہجری میں یعنی اپنی وفات سے صرف تین سال قبل آنحضرت ﷺ نے قسطنطنیہ،مصر،اورحبش کے عیسائی حکمرانوں کے نام جوتبلیغی خطوط لکھے اس میں یہ درج نہ تھا کہ عیسائیت جھوٹی ہے۔ اسے ترک کردو بلکہ قرآن مجید کی یہ خاص طورپر آیت درج تھی کہ **یٰاَھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بینناوبینکم الانعبد الا اللّٰہ ولانشرک بہ شیئا** (الآیۃ) صفحہ ۳۲۹،کتاب مذکور) ایک اورآیت (جوقرآن میں خفیف سے فرق کے ساتھ دو جگہ آئی ہے) کو نقل کرکے وہ کہتے ہیں کہ :''صلح کل، رواداری اور انتہائی وسعت قلبی کی اس عجیب وغریب تعلیم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیاہے کہ یہودی ،عیسائی اورصابی اوردیگرمذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کوترک کریں، بلکہ اپنے اپنے الہامی مذہب ہی کی تجدید کرتے ہوئے چند بنیادی اموپرعمل کریں(۳۹)۔

نجران کے عیسائیوں کے بارے میں ڈاکٹرمحمدحمیداللہ لکھتے ہیں : نجران کے عیسائیوں نے اپنا ایک وفدبھی مدینہ بھیجا جس کی قیادت ان کا بشپ اور اس کا نائب کررہے تھے ۔انہوں نے مدینہ میں عقائد پر بحث ومباحثہ کیا۔مذاکرات مسجد نبوی میں ہورہے تھے ،اس کے پاس ہی آپ ﷺ نے اس وفد کوٹھہرایا تھا۔ اسی دوران ان کی عبادت کا وقت ہوگیا اوروفد نے عبادت کے لیے اپنے کیمپ واپس جاناچاہا،آپ نے فرمایاکہ آپؐ لوگ مسجد میں ہی اپنی عبادت کرسکتے ہیں۔مؤرخوں کابیان ہے کہ وفد نے مشرق کا رخ کرکے عبادت کی۔ غالبًا اس مقصد کے لیے انہوں نے صلیبیں بھی نکال لی تھیں (جووہ لباس کے اندرگلے میں پہنے ہوئے تھے) عبادت کے بعدانہوں نے مذاکرات کیے ۔رسول اکرم ﷺ نے ان کو جوابات دیے ۔پھرمباہلہ کی تجویز

۳۴- ایضاً،ص ۳۲۹

۳۵- ایضاً،ص ۲۳

۳۶- محمدحمیداللہ، **محمدرسول اللہ ﷺ**،ص ۱۵۶-۱۵۷

۳۷- ایضاً،ص ۱۵

۳۸- ایضاً،ص ۴۱۸

۳۹- ایضاً،ص ۳۳۴ و **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**

رکھی (قرآن،۳۰/۶۱)اس پر عیسائی وفد نے غورکرنے کی مہلت مانگی اورآپس میں مشاورت کے بعد طے کیاکہ رسول اللہؐ سے معاہدہ صلح کرلیاجائے۔اس معاہدہ کے تحت نجران میں عیسائیوں کو انتظامی ومذہبی معاملات میں مکمل آزادی دی گئی۔انہیں اختیار تھا کہ وہ جیسے چاہیں بشپ وغیرہ منتخب کرلیں اوراس انتخاب کی توثیق اسلامی حکومت سے کرانالازمی نہ تھا البتہ رسول اللہؐ نے ان کوقرضوں پر سود نہ لینے کاحکم دیاتھا(۴۰)۔

''محاضرات سیرت'' از ڈاکٹرمحمود احمد غازی بنیادی طورپرعلم سیرت سے بحث کرتی ہے۔مگرہرلیکچرومحاضرہ کے اخیرمیں سوال وجواب کے سیشنوں میں بہت سے نئے گوشے خود سیرت کے بارے میں آگئے ہیں۔جن میں ہمارے موضوع سےمتعلق بھی کئی امور ہیں۔ مثلاً یہ کہ عمروبن امیہ ضمری اسلام لانے سے پہلے رسول اللہؐ کا خط لے کرنجاشی کے دربارمیں گئے تھے(۴۱) جب آپ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ گئے تووہاں مسلمانان مدینہ،مشرکین مدینہ اوریہود کا باہمی معاہدہ کیا جس سے مدینہ میں ایک چھوٹی کامن ویلتھ قائم ہوگئی(۴۲) نبی اکرمﷺ نے مدینہ کے اطراف میں متعدد مشرک قبائل جہینہ،ضمرہ اورمزینہ سے معاہدے کیے جن کا اصل مقصد دعوت اسلامی کا فروغ تھا چنانچہ مختلف قبائل کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں اس کی طرف اشارے موجود ہیں ،ان معاہدات کا دوسرابڑامقصد یہ تھا کہ عرب معاشرہ میں امن وامان قائم ہو ،عدل وانصاف کوفروغ دیاجائے اورتمام قبائل مشترکہ مقاصد کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کریں(۴۳)۔

مطالعات سیرت اورتعلقات بین الاقوام

اس خاص میدان میں بھی بنیادی تحقیقی کام ڈاکٹرمحمدحمید اللہ کا ہے۔ انہوں نے حضوراکرمؐ کے سیاسی وثائق جمع کردیے ہیں ۔عہد نبویؐ میں سفارت کاری پرلکھا ہے ۔ان کی تینوں کتابیں **مجموعة الوثائق السياسية في العهد النبوي والراشدي**، رسول اکرمﷺ کی سیاسی زندگی اورمحمدرسول اللہﷺ اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے مطابق آپﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد عالمی حکمرانوں اورحکومتوں کوتبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور اس سفارت میں ان کے عہدوں کا پورا خیال رکھا۔اس کے لیے دستورکے مطابق مہربنوائی۔ ان عالمی خطوط کی ابتداء مکہ ہی میں ہوگئی کم ازکم حبشہ کے شاہ نجاشی کے نام آپﷺ نے جوتعارفی خط حضرت جعفرطیارؓ کودیاتھا اس سے تویہی پتہ چلتاہے(۴۴) یہ نجاشی مسلمان ہوگئے تھے ۔چنانچہ ان کی وفات پر

۴۰- ایضاً،ص ۳۴۵

۴۱- ڈاکٹرمحمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، ص ۹۷

۴۲- ایضاً ،ص ۳۵۳

۴۳ - ایضاً ،ص ۳۵۱

۴۴ - ایضاً، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**،ص ۱۲۴

آپﷺ نے ان کی نماز غائبانہ بھی پڑھی(۴۵)۔

یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق آپﷺ نے سفیروں اور وفود کو تحائف دینے کی سنت جاری کی اور اس کی وصیت بھی آپؐ نے فرمائی(۴۶)۔ مختلف ملوک و امراء کے نام بحیثیت متعلقہ قوموں کے نمائندوں کے بھیجے گئے تھے اور ان میں کئی ایک نے آپﷺ سے روابط قائم کرنے کی کوشش کی ۔مثلاً ایران کی ایک ملکہ نے بھی آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے(۴۷) اسی طرح مقوقس شاہ مصر نے حضرت ماریہؓ اور ان کے ساتھ ایک اور خادمہ سیرین اور لباس اور خچر پر مشتمل تحفہ بھیجا(۴۸)۔

طارق رمضان جنہیں یورپ کا ممتاز مسلم دانشور سمجھا جاتا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''پیغمبر کے نقوش قدم پر'' میں غیر مسلموں کے رسول اکرمﷺ کے تعلقات کے بارے میں تقریباً انہی خیالات کا اظہار کیا ہے جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کے ہاں پائے جاتے ہیں۔حلف الفضول سے متعلق طارق رمضان یہ استنباط کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں پوری تاریخ میں اور آج بھی یہ جو خیال پھیلا ہوا ہے کہ معاہدہ وہی قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو یا تو پوری طرح خالص اسلامی ہو یا مسلمانوں کے درمیان ہوا ہو، غلط ہے۔بنیادی بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہاں صاف طور پر عدل وانصاف اور مظلوم کی حمایت کے اصول کے جواز کو تسلیم کیا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ یہ اصول اسلام کے ذریعہ آئے یا اسلام کے باہر سے(۴۹)۔ دوسری بات یہ ہے کہ'' اسلام کوئی محدود نظام اقدار (closed value system) نہیں۔جو دوسرے نظام اقدار سے مغایر اور متصادم ہو بلکہ ابتدا ہی سے اس نے آفاقی اقدار حیات پر اعتماد کیا ہے(۵۰)۔ رمضان کہتے ہیں : کہ محمدﷺ نے مختلف قبائل کے لوگوں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ بہت اچھے تعلقات رکھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا'' اس کی مثال میں انہوں نے ابوطالب، عباس بن عبد المطلب، عثمان بن طلحہ وغیرہ کی مثال دی ہے۔نیز یہ کہ ہجرت کے موقع پر آپﷺ نے اہل مکہ کی امانتیں واپس کرنے کی تاکید علیؓ کو کی۔اسی طرح یہ کہ عبیداللہ بن جحش حبشہ جا کر عیسائی ہو گئے (یعنی مرتد ہو گئے)مگر ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔یہ ساری مثالیں دے کر انہوں

۴۵- ایضاً، ص ۱۲۷

۴۶- یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، ص ۳۰۹

۴۷- ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **محمد رسول اللہؐ**، ص ۱۵۷

۴۸- ملاحظہ ہو، ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، ص ۴۲ ،بحوالہ **طبقات ابن سعد**، ج ۱، ص ۲۶۰

۴۹- طارق رمضان، ***In The Foot Steps of The Prophet***, Oxford university press, 2007, P 21

۵۰- ایضاً، ص ۲۲

نے یہ نتیجہ نکالا ہے آپ ﷺ نے ہرآدمی کی آزادی اظہار کی پوری حفاظت کی(۵۱)۔ اسی طرح عبداللہ بن اریقط (سفرہجرت میں آپ ﷺ کے گائڈ جومشرک تھے) کی خدمات ایک انتہائی حساس مسئلہ میں لینے کوبھی طارق رمضان نے اس کی مثال میں پیش کیاہے،کہ پیغمبر ﷺ اورآپ کے جانشینوں نے ایماندارو باصلاحیت وقابل اعتماد غیرمسلموں پراعتمادکرنے میں کبھی تذبذب کا اظہارنہیں کیا(۵۲)۔اسی طرح غزوہ احدکے فوراً بعد آپ ﷺ اپنے زخموں سے چورلشکرکو لے کرحمراء الاسد پہنچے اورایک غیرمسلم کو قاصدبناکرابوسفیان کے پاس بھیجاجس نے جاکرکہاکہ مسلمان ایک بڑی فوج لے کرآرہے ہیں(۵۳)۔

''انسان کامل'' ڈاکٹرخالد علوی بھی اپنے طرز کی ایک منفرد کتاب ہے ۔انہوں نے غیرمسلموں کے سلسلہ میں الگ سے تو بحث نہیں کی تاہم عمومی مباحث مثلاً احترام آدمیت،(صفحہ ۳۲۶) بین الاقوامی معاہدے اوران کا پاس و لحاظ (۲۴۰) حقوق انسانی کا تحفظ جیسے عنوانات قائم کرکے انہوں نے اس پر لکھا ہے۔نیز طریقہ جنگ کی تطہیر کے تحت غیرمسلموں کے بارے میں دواہم نکات اٹھائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ ﷺ نے اہل قتال اورغیراہل قتال میں فرق کیاہے۔دوسرے اہل قتال کے بھی حقوق واضح کیے۔جن میں خاص خاص یہ ہیں : غفلت میں حملہ نہ کرنا،آگ میں نہ جلانا،قتل صبر(باندھ کر مارنا) لوٹ مار ،تباہ کاری، مثلہ ،قتل اسیر،قتل سفیر،بدعہدی ،بدنظمی و شور و ہنگامہ اور وحشیانہ افعال کی ممانعت انسان کامل ﷺ نے کی ہے۔ ڈاکٹرخالد علوی نے تقریباً ۹؍صفحات میں(۲۶۴ تا۲۷۲) تفصیل سے اورمثالیں دے کران چیزوں پرلکھا ہے(۵۴)۔

السیرة النبویة الصحیحة از ڈاکٹراکرم ضیاء العمری عربی میں دورجدید کی ایک انتہائی اہم تصنیف سیرت ہے۔لیکن ان کے ہاں تحقیق روایات پر اصل زورہے واقعات کا تجزیہ بہت کم ہے ۔ انہوں نے علامہ شبلی اوردوسروں پر اس لیے نقد کیاہے کہ وہ غزوات کو دفاعی قرار دیتے ہیں(۵۵)۔

''حیات محمدؐ'' محمدحسین ہیکل اب سے کوئی ۸۰ سال پہلے لکھی گئی ۔صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں محمدحسین ہیکل کی رائے یہ ہے کہ جہاں اس سے اوربہت سے فائدے ہوئے، وہیں ایک بڑافائدہ یہ ہواکہ پیغمبراسلام

۵۱- ایضاً،ص۶۷-۷۸

۵۲- ایضاً،ص۸۳

۵۳- ایضاً،ص۱۲۶

۵۴- ڈاکٹرخالدعلوی، **انسان کاملؐ**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردوبازار،طبع دوم،مئی ۱۹۹۷ء،ص۲۶۴-۲۷۲

۵۵- ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، السیرة النبویة الصحیحة، ص ۳۷

ﷺ کو اب عالمی سطح پر دعوت اسلامی کی اشاعت کا موقع مل گیا[۵۶] وفد نجران اوراس سے ہونے والی گفتگو(جس میں بقول مصنف یہودی بھی شامل ہوگئے تھے) ہیکل کے نزدیک تینوں عالمی مذاہب کے اجتماع اورگفتگو کا نقطہ آغاز تھی[۵۷] غزوہ بدر سے پہلے ہوئے سرایا اورغزوات کے بارے میں عام مؤرخین کی اس رائے کونقل کرکے کہ وہ اہل مکہ سے بدلہ لینے اوران کے خلا ف جنگ کے جذبہ کا اظہار تھے ،ہیکل نے دلائل کے ساتھ اس کو رد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان مہمات کا مقصد دباؤ ڈال کر مکی غیرمسلموں کو مفاہمت پر آمادہ کرنا تھا تاکہ وہ دعوت اسلامی کو فطری انداز میں پھیلنے دیں۔ اس سرایا کا دوسرامقصد اندرون مدینہ سازش کرنے والے یہودیوں کے حوصلے کوکم کرنا تھا کہ وہ نوزائدہ مدنی اسلامی ریاست کوکمزورنہ سمجھیں ۔ہیکل کی رائے میں اسلام کی جنگ موجودہ اصطلاح کے مطابق عقیدہ اوراظہار رائے کی آزادی کے لیے جنگ تھی[۵۸]۔ ان کے مطابق صلح حدیبیہ سے اسلام کی بین الاقوامی دعوت کی راہ کھلی[۵۹]۔

ڈاکٹراکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے۔ رومیوں کی فتح پر مومنین کو خوشی ہوئی بلکہ بہت سے لوگ اس پر مسلمان بھی ہوئے بل قد اسلم ناس کثیرعلی اثر ذلک[۶۰] غالبًا ان کی مراد یہ ہو کہ یعنی رومیوں کی فتح پر مومنین کی فتح بھی اسلام کے آفاقی مستقبل کی علامت تھی ان کی رائے میں جنگ میں غیرمسلم سے مدد لی جاسکتی ہے۔وہ لکھتے ہیں: وقیل انه خرج (فی غزوة هوازن) ثمانون من اهل مكة وهم علی كفرهم[۶۱] البتہ ان کی رائے میں غیرمسلموں سے اہل اسلام کا تعلق جنگ کا ہے صلح کا نہیں لان الاصل فی العلاقة معهم الحرب لا الهدنة[۶۲]۔

غیرمسلموں سے تعلقات کی جدید جہتیں

جدید سیرت نگاروں کے ہاں عمومی بیانات کے علاوہ اس سلسلہ میں زیادہ بحث نہیں ملتی مثلاً

۵۶- محمد حسین ہیکل، **حیاۃ محمد**، (انگلش ترجمہ ***Mohammad*** از اسماعیل راجی الفاروقی)، نئی دہلی، طبع نیوکریسینٹ پبلیشنگ کمپنی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷۶

۵۷- ایضاً، ص ۱۹۵

۵۸- ایضاً، ص ۲۰۰ تا ۲۱۳

۵۹- ایضاً، ص ۴۹۸

۶۰- اکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویة الصحیحة، ص ۱۴۴۸، السیرۃ، ص ۱۶۹، بحوالہ الترمذی، ج۵، ص ۳۴۴

۶۱- ایضاً، ص ۴۹۸

۶۲- ایضاً، ص ۴۴۸

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا کہ:

''رسول عربیؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ دیگر مذاہب جھوٹے اوران کے ماننے والے جہنمی ہیں ۔لامذہبی اورخود پرستی کو چھوڑ کر (جس میں اپنی ہی دست کاری اوراپنے ہی مصنوعات کو اپنا خداماں لینا شامل ہے) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا کا ہر مذہب سچا اورخدا کی طرف لے جانے والا ہے۔بشرطیکہ اس مذہب کی ابتدائی اصلیت میں غلط رسم ورواج سے حذف واضافہ ہوگئے ہوں اور یہ دنیا کا کوئی ملک اورکوئی امت ایسی نہیں جہاں خدا کے پیغمبر نہ آئے ہوں اورسچا مذہب نہ پھیلا چکے ہوں''(۶۳)۔

اسلام کا دعویٰ تھا کہ وہ ''بنیادی مذہب'' ہے ۔آدم سے عیسیٰ تک سب اسی کے پرچار وتبلیغ کے لیے آئے تھے۔ وہ ازلی صداقتوں پر مشتمل ہے جن کے ماننے بغیر کسی معقولیت پسند کو چارہ نہیں اوربنیادی واجبات کے سوا باقی ہر چیز میں انسانوں کو کافی وسیع اباحت وصوابدید حاصل ہے کہ جو چاہیں کریں۔مذاہب کے مابہ الاشتراک اموراوربنیادی صداقتیں جوانسانی حقوق و واجبات کے متعلق تھیں، بیان کرکے اسلام ساتھ ہی مذہب کو ایک نہایت سہل وآسان چیز (الدین یسر) بھی بنادیا اورانسان وخدا کے مابین رشتہ جوڑ دیا(۶۴)۔

ڈاکٹر محموداحمد غازی کہتے ہیں کہ دارالحرب اوردارالاسلام کی فقہی اصطلاح بعد کی پیداوار ہے اورسیرت سے ثابت نہیں۔ بالفاظ دیگر غیر مسلموں سے تعلقات کی استواری کو اس اصطلاح کا اسیر نہیں بننا چاہیے۔رسول اکرمﷺ نے دوصحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اورایک منجنیق خرید کرلانے کے لیے بھیجا۔وہ اس کو بنانے اورچلانے کی تربیت بھی حاصل کرکے آئے اس طرح غیر مسلموں سے ہتھیار خریدنا،ہتھیار بنانے کی تربیت حاصل کرنا یہ بھی سنت ہے(۶۵) مدینہ کے یہود سے مسلمانوں کے تعلقات زیادہ دیر تک اچھے نہیں رہے۔ بایں ہمہ یہودی مسلمانوں کے بازاروں میں اپنامال ومتاع لایا کرتے تھے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی کسی بھی شخص کو کبھی مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنے یا ان کے بازار میں بیٹھنے سے نہیں روکا گیا(۶۶) مدینہ منورہ میں جو غیر مسلم رہتے تھے ان سے بھی ریاست کے امور میں کام لیا جاتا تھا۔ اس بارے میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کا موقف یہ ہے کہ ایسی ذمہ داریاں جوریاست کے تزویراتی مفادات (Stratagic Interests) یا

۶۳- محمد حمیداللہ، **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**، ص ۳۲۹

۶۴- ایضاً، ص ۳۲۱

۶۵- محمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، ص ۳۵۳

۶۶- ایضاً ص ۴۳۳

شریعت کی فہم وتعبیر سے متعلق ہیں وہاں غیر مسلم کو مقرر نہیں کیا جاتا تھا لیکن جو فنی مہارت کے کام ہیں وہاں غیر مسلموں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ سفر ہجرت میں عبداللہ بن ارقط (یا اریقط) سے دلیل راہ اور عمرو بن امیہ الضمر ی سے سفارت کا کام لینا اسی کی اہم مثالیں ہیں[۶۷]۔ اسی طرح ڈاکٹر غازی دارالحرب اور دارالاسلام کی فقہی بحث کو یک گونہ غیر متعلق (Irrelevant) مانتے ہیں[۶۸]۔

البتہ محمد الغزالی نے ''فقہ السیر ۃ'' میں صاف طور پر لکھا ہے کہ:

> ''تیسرا پہلو امت کا غیروں سے تعلق کا ہے جو الگ دین کے حامل ہیں، تو رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں رواداری اور درگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلو وتعصب سے بھری دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ اسلام اپنے پڑوس میں دوسرے دین کو برداشت نہیں کرتا اور یہ کہ مسلمان وہ قوم ہیں جو پوری دنیا پر تنہا اپنا تسلط جمائے اور اپنا وجود مسلط کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتے، وہ غلطی پر ہے نہ صرف غلطی پر بلکہ متعصب وجسارت کرنے والا ہے''[۶۹]۔

غیر مسلموں کے حرمین میں داخلہ کے تعلق سے بھی ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی رائے اثبات میں ہے[۷۰]۔ اسی طرح ان کے نزدیک غیر مسلموں کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے[۷۱]۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو شراب پینے، کشید کرنے اور فروخت کرنے کی اجازت ہے اسی طرح سود لینے اور دینے پر بھی کوئی پابندی نہ ہوگی[۷۲] وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایک غیر مسلم عورت کی

۶۷- ایضاً، ص ۳۵۱

۶۸- ایضاً، ص ۳۶۴

۶۹- محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، قاہرہ، دارالشروق، ص ۱۴۰

۷۰- عبدالرحمان مومن، ڈاکٹر محمد حمیداللہ، **سیرت کمالات و افادات،** فرید بک ڈپو، ص ۳۷۰-۳۷۲، ڈاکٹر صاحب نے، سرخسی، کتاب الخراج، ابو یوسف اور **طبقات ابن سعد** کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غیر مسلمین حرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۷۱- بلاذری، طبری، امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اور ابو یعلی الفراء حنبلی کی الاحکام السلطانیہ اور ابو عبید کی کتاب الاموال کے حوالہ سے ڈاکٹر صاحب نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ غیر مسلموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، ملاحظہ ہو، وہی کتاب، ص ۳۷۲

۷۲- ایضاً، ص ۳۷۲

آبروریزی کرتاہے تواسی سزاکا مستحق ہوگا جیسی کہ کسی مسلمان عورت کی آبروریزی کرنے کے جرم میں اس کو دی جائے گی(۷۳)۔ اسی طرح ایک اہم سیرت نگارعلامہ محمدابوزہرةؒ نے اپنی کتاب ''خاتم النبیینﷺ'' میں یہ رائے ظاہرکی ہے کہ ہندوؤں اوربڈھوں کوبھی شبہ اہل کتاب میں شمارکیاجاسکتاہے۔

خاتمہ:

اس سرسری مطالعہ سے یہ چیزکسی قدر ابھرکر سامنے آتی ہے کہ مذکورہ سیرت نگاروں کے مطابق رسول اللہﷺ نے غیرمسلموں سے تعامل میں جس رویہ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ خالصتاً انسانی ،اخلاقی اور اصولی ہے۔ مستثنیات کی بات دیگرہے ۔سیرت نگاروں کے مطابق آپﷺ نے غیرمسلموں سے قرض لیا(۷۴) ان سے مدد لی(۷۵) ان کی امانتیں رکھیں ۔ بہت سے غیرمسلم رسول اکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ کے لیے خیرخواہ (عیبة نصح) تھے(۷۶) جن اہل مکہ اورہاشمیوں نے آپﷺ کے شعب ابی طالب میں پناہ لی اورآپﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، ان میں اکثرمسلمان نہ تھے۔ڈاکٹرمحمد حمید اللہ صاحب نے تفصیل سے بتایاہے کہ عین کفارمحاربین کے دل بھی آپ نے جیتے جیسے بنو المصطلق کے اسباب کو لوٹانا اس کی ایک مثال ہے(۷۷)۔ حضرت صفیہ ام المؤمنینؓ نے اپنے غیرمسلم بھتیجے کے نام اپنی جائداد کا تیسراحصہ کردیاتھا(۷۸) اہل خیبر نے ہتھیارڈال دیے تو آپﷺ نے ان سے بھی نرمی کا معاملہ کیا(۷۹) عمرة الحدیبیہ کے سال آپ نے

۷۳- ایضاً، ص۳۲۸، محمدحمیداللہ، **خطبات بہاولپور**، ص ۱۴۳، ڈاکٹرمحمدحمیداللہ، **فکر ونظر** کی خصوصی اشاعت،اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اپریل-ستمبر۲۰۰۳ء

۷۴- اکرم ضیاء العمری، **انہ ﷺ استقرض من حویطب بن عبدالعزی اربعین الف درهم وقبل عون نوفل بن الحارث بن عبد المطلب لہ بثلاثة آلاف رمح ولامانع من استعانته بهما اذ ثبت انه استعان بصفوان وهومشرک السیرة النبویة الصحیحة**، ص ۴۹۵

۷۵- ابوزہرة، **خاتم النبیین** کی رائے ہے کہ مخلص غیرمسلم سے مدد لی جاسکتی ہے **لان النبی ﷺ استعان بمعبد بن ابی معبد الخزاعی فی غزوة حمراء الاسد**، ص ۱۰۱۹

۷۶- اکرم ضیاء العمری، **کانت خزاعة عیبة نصح الرسول الله ﷺ مسلمها وکافرها لایخفون عنها شیئا**، ۴۵۰، بحوالہ **سیرة ابن ہشام**، ج: ۲، ص۳۹۴

۷۷- محمدحمیداللہ، **محمدرسول اللہؐ**، نئی دہلی، طبع فرید بک ڈپو، ص ۲۲۸-۲۲۹

۷۸- ڈاکٹر محمد حمیداللہ لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہ کے اس عمل پر بعض مسلمانوں کو اعتراض ہوا مگرحضرت عائشہ ام المؤمنینؓ کو اصرارتھاکہ صفیہؓ کی وصیت پرضرورعمل کیاجائے۔**محمدرسول اللہؐ**، ص ۲۲۱

۷۹- ایضاً ص۱۴۴

حضرت میمونہؓ سے شادی کی تو اہل مکہ کو دعوت ولیمہ میں بلانا چاہا گرچہ وہ نہیں آئے [۸۰]۔ انفرادی واقعات کی بھی کمی نہیں جن میں آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے انتہائی کریمانہ و مشفقانہ برتاؤ کیا۔ غلام یہودی کا واقعہ ہو[۸۱] یا زید بن سعنہ کا[۸۲] اسی دوسری غیر مسلم قوموں کے عادات وخصائل اوراچھے اخلاق کے اعتراف میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا[۸۳]۔ آپ ﷺ نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے اورامن وامان برقرار رکھا جائے[۸۴]۔

۸۰- ایضاً ص ۳۳۲

۸۱- نقوش کا رسول نمبر جلد چہارم، ص ۱۷۰، بحوالہ بخاری ، ایڈیٹر محمد طفیل، **ادارہ فروغ ادب**، لاہور، جنوری ۱۳/ ۱۹ ، ش۱۳۰، باردوم

۸۲- بحوالہ **نقوش کا رسول نمبر**، ج ۹، ص ۱۸۰-۳۳۹، شفاء ، ص ۱۴۸،

۸۳- قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے امام مسلم کے حوالہ سے ایک حدیث موجودہ اہل فرنگ (یا مغرب) کے غلبہ کے سلسلہ میں نقل کی ہے۔ جس میں نبی اکرم ﷺ نے اہل روم (یعنی عیسائیوں) کی کئی اہم صفات کا تذکرہ فرما کران کی تعریف فرمائی ہے۔حدیث یہ ہے :

مستوردہ قریشی نے عمروبن العاصؓ المتوفی ۴۳ھ کے روبرو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت قائم ہوگی جب یوروپین لوگ سب سے زیادہ ہوں گے ،عمرو نے کہا دیکھ تو کیا کہتا ہے (یعنی غورکر کے کہو) مستوردہ نے کہا میں وہی کہتا ہوں جو رسول اللہؐ سے سنا ہے ۔عمرو نے کہا تب تو ٹھیک ہے ۔بے شک ان میں چار خصلتیں ہیں: ۱- وہ مصیبت کے وقت نہایت بردبار ہیں، ۲-مصیبت کے بعد بہت جلد ہشیار ہوجاتے ہیں، ۳- بھاگنے کے بعد سب سے پہلے حملہ کرتے ہیں، ۴-مسکین وضعیف لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہیں، ۵- اورایک پانچواں وصف اورہے جوسب سے عمدہ ہے۔ یہ کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے بڑھ کر روکتے ہیں۔'' قاضی صاحب اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :'' امام مسلم کا انتقال ۲۶۱ھ میں ہوا اس لیے ہرایک مخالف کوتسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ پیشین گوئی مسلمانوں میں تیسری صدی کے اندر پھیل چکی تھی ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کل دنیا پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا ۔ علم وحکمت ،زوروطاقت ،تمدن وسیاست میں وہ سب سے فائق تر تھے ۔اس وقت یہ کہنا کہ یہ تمام بزرگی وبرتری خاک میں مل جائے گی اور دنیا میں عیسائی قوموں کی حکومت ہوجائے گی بالکل عقل وفکر سے باہر تھا اورمسلمانوں کے لیے فال بد بھی تھا۔مگرامام مسلم نے اسے اپنی کتاب میں درج کردیا کیونکہ ان کو صحیح طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ ضروریہ ارشاد نبویؐ ہے ۔اوراب بالآخر صدیوں کے بعد اس کا ظہور ہورہا ہے ۔ (**رحمۃ للعالمین**، بحوالہ **نقوش، رسول نمبر**، ۱۹۸۴ء ج ۹، ش ۱۳۰، ص ۳۶۶)

۸۴- واقدی کے مطابق آپ ﷺ نے بدر کے موقع پر بھی حضرت عمرؓ کو قریش مکہ کے پاس بھیجا کہ جنگ سے باز رہیں اورحکیم بن حزام نے بھی عمرؓ کی تائید کی مگرابوجہل کی ہٹ دھرمی کے باعث جنگ ہو کر رہی۔ (**واقدی**، ج ۱، ص ۶۲ اور **نبی الرحمہ**، ص ۱۸۴)

نتائج مطالعہ

اس مطالعہ کے نتائج بالترتیب یوں ہیں :

۱- غیر مسلموں سے تمام انسانی تعلقات حدود شرعی میں قائم رکھے گئے۔

۲- رسول اکرم ﷺ نے اپنی طرف سے کبھی جارحیت نہیں کی۔

۳- غیر مسلموں سے صلح و امن کو ہمیشہ ترجیح دی گئی۔

۴- ان کو اپنی امت مان کر ہدایت کی دعا کی ۔ بددعا کے جو واقعات ہیں وہ استثناء ہیں۔

۵۔ جواز کے بغیر کبھی ان کو قتل نہیں کیا۔ شاتمین سے بھی عموماً درگزر کی۔ ہاں استثنائی حالات میں سزا بھی دی۔

۶- شتم رسول و ارتداد کی سزا مطلقاً قتل قرار دینا اور اسی طرح غیر مسلموں سے تعلق کی اصل محاربہ کو قرار دینا ایسی رائیں ہیں کہ اکثر سیرت نگاران میں یک زبان ہیں ۔تاہم ان کے مزید تحقیقی مطالعہ و تجزیہ کی شدید ضرورت ہے ۔تا کہ جو اشکالات پیدا ہو رہے ہیں ان کا کافی وشافی جواب سامنے آ سکے ۔

سفارشات

جس طرح عہد نبویؐ میں خواتین کی آزادی ،مکی اسوہ نبویؐ اور مختلف انداز کے مطالعات کیے گئے ہیں ایسا ہی تفصیلی مطالعہ غیر مسلموں سے سیرت نبویؐ کے حوالہ سے تعلقات پر کیا جانا چاہیے۔ جس سے اس موضوع کی مزید جہات سامنے آسکیں۔ سیرت کی روشنی میں اس سوال کا تسلی بخش جواب دیا جانا ابھی باقی ہے کہ کسی اسلامی مملکت میں کیا آج بھی غیر مسلموں کے ساتھ تعامل میں جزیہ، صاغرون اورالذمہ جیسی چیزوں کو اصل بنایا جائے گا اور کیا ان سے آج حقوق شہریت کے تقاضے پورے ہوسکیں گے۔

❀❀❀❀❀

نقد و تبصرہ

کتاب کا اشتہار